توہینِ رسالت کا قانون

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، ایم اے - ایل ایل بی
پی ایچ - ڈی

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن (جلد دوم) مطبوعہ لندن ۱۹۸۷ ایڈیشن کے صفحات (۲۴۵-۲۳۸) ملاحظہ ہوں۔

"مذہبی معاملات میں توہین کے لیے (BLASPHEMY) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ یونانی زبان کے ایک لفظ سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں خلاف بولنا۔ یہودیت اور عیسائیت کے نزدیک اس سے مراد وہ بیانات ہیں جو ان کے مذہبی عقائد کے خلاف دیے جائیں۔ سترہویں صدی کا ایک سکاٹش ماہر قانون تحریر کرتا ہے کہ ایسے الفاظ یا بیانات دراصل خدا کے خلاف غداری کے مترادف ہوتے ہیں۔ اگر خدا یا خداؤں کی توہین کی سزا نہ دی جائے تو وہ اقوام معتوب ٹھہرتی ہیں۔ پھر ان اقوام پر عذاب آتا ہے یہ عذاب زلزلوں، فصلوں کی تباہی، سیلابوں، طاعون اور جنگوں میں شکست کی صورت میں آتا ہے"!

عیسائیت میں بلاسفیمی (توہین) کا تصوّر

عیسائیت میں مذہب کا مذاہب، حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی توہین، روح القدس یا نظریۂ تثلیث پر تنقید قابل گرفت اور سنگین جرم ہے۔ خروج کی آیات ۲۸ : ۲۲ ملاحظہ ہوں :

"YOU SHALL NOT REVILE GOD"

یعنی خدا کی توہین ممنوع ہے۔ بائبل میں ارشاد ہے (بحوالہ ۱۶ : ۲۴ (LEVITICUS) کہ جو کوئی ایسی

توہین کا مرتکب ہوا اُسے پتھروں سے مار ڈالا جائے ۔ یہودیت میں بھی ایسی توہین قابل سزا ہے ۔ ایسی توہین کو (LINQOV) کہا جاتا ہے ۔ تالمود میں بھی ایسے مجرم کی سزا موت رکھی گئی ہے ۔

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن کے مطابق حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے مصلوب ہونے کے بعد توہین قابل سزا ٹھہری ۔ اس واقعہ کے ۴۰۰ سال بعد مختلف واقعات رونما ہوئے ۔ کئی عیسائیوں نے نظریہ تثلیث کی مخالفت بھی کی ۔ اس نظریہ کی مخالفت بھی قابل گرفت ٹھہری ۔ ۱۵۵۳ء میں یورپ میں مائیکل سرویٹس کو سزائے موت ملی کیونکہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی توہین کا مرتکب ہوا ۔ اُس نے نظریہ تثلیث کا مذاق اُڑایا تھا ۔ اسی طرح ایک پادری ڈیوڈ کو بھی یورپ میں توہین عیسٰی علیہ السّلام کی سزا ملی تھی کیونکہ اُس نے اس بات کا مذاق اُڑایا تھا کہ حضرت عیسٰی کی عبادت کی جاتی ہے انہیں پوجا جاتا ہے ۔ یہ واقعہ سولھویں صدی عیسوی کا ہے ۔ ڈیوڈ کو ۱۵۷۹ء میں ہنگری میں سزا ملی تھی ۔ یہ سزا عمر قید کی صورت میں تھی ۔

زندہ جلا دینے کی سزا

برونو کو روم میں ۱۶۰۰ء میں توہین کی سزا زندہ جلانے کی صورت میں دی گئی ۔ تاہم اٹھارہویں صدی میں سزائے موت ختم کر دی گئی ۔

انگلینڈ میں ۱۵۵۳ء کے مذہبی قوانین کے مطابق ۵ اشخاص کو الیزبتھ کے دور میں زندہ جلا دیا گیا کیونکہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے ۔ ان مجرموں کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام خدا نہیں ہیں ۔ ان نظریات کے پرچار میں وہ توہین کے مرتکب ٹھہرے ۔ انگلینڈ میں ایک پادری جان بڈل کو بھی ۱۷ سال کی قید کی سزا دی گئی ۔ اس کے خلاف بھی یہی الزام تھا ۔ انجام کار وہ ۱۶۶۲ء میں جیل میں مر گیا ۔

۱۹۱۲ء میں بھی ایک شخص کو اسی جرم میں سزائے موت دی گئی ۔

انگلینڈ میں پارلیمنٹ نے ۱۶۴۸ اور ۱۶۵۰ء میں عیسائی مذہب کی توہین کے بارے قوانین تشکیل دیئے ۔ سکاٹ لینڈ میں بھی توہین رسالت عیسٰی اور عیسائیت کی توہین کی سزا موت تھی ۔

۱۶۵۶ء میں جیمز نیلر نامی شخص کو توہین عیسٰیؑ کے الزام میں بڑی بری طرح مارا گیا اور انجام کار قید کر دیا گیا ۔ ۱۶۷۶ء میں جان ٹیلر نے مذہب کو دھوکا کہا تھا اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی سخت توہین کی تھی ۔

میں وہ الفاظ تحریر نہیں کرنا چاہتا جو جان ٹیلر نے کہے تھے۔ کیونکہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں ضبطِ تحریر میں نہ لایا جائے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن صفحہ ۲۴۱)۔ کنگز بنچ کے فاضل چیف جسٹس میتھیو ہیلی نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا تھا:

"مجرم توہین رسالت عیسٰی علیہ السّلام کا مرتکب ہوا ہے۔ اس نے مذہب کی بھی توہین کی ہے۔ چونکہ عیسائیت ہمارے ملک کا سرکاری مذہب ہے۔ ہم اپنے ملک کے قانون کے مطابق جان ٹیلر کو سزا دیتے ہیں"

بعدازاں انگلینڈ میں دی ٹالریشن ایکٹ ۱۶۸۹ء بنا۔ اس قانون کے مطابق انگلش عدالتیں مجرموں کو توہین عیسٰی السّلام کے جرائم کے تحت سزا دیتیں۔

امریکہ میں توہین عیسٰی علیہ السّلام کی سزائیں

امریکہ میں ورجینیا کی ریاست میں ۱۶۱۱ء میں توہین رسالت عیسٰی کا قانون بنا جس کے تحت نظریہ تثلیث کی مخالفت یا حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی توہین کی سزا موت مقرر کی گئی۔ دیگر ریاستوں میں بھی اسی طرز پر قوانین بنائے گئے۔ موت کے علاوہ حسب ذیل سزائیں بھی دی جا سکتی تھیں:

(i) بھاری جرمانے۔
(ii) سرخ آہنی سلاخوں سے مجرموں کے جسموں کو داغنا۔
(iii) کوڑوں کی سزا۔
(iv) جلاوطنی۔
(v) قید۔

اٹھارہویں صدی کے بعد ان سزاؤں میں امریکہ اور یورپ میں کمی آئی۔ اٹھارہویں صدی کے بعد امریکہ کی دیگر ریاستوں میں توہین عیسٰی علیہ السّلام کے تقریباً ۶ درجن مجرموں کو سزائیں ملیں۔ ایک مجرم کی زبان میں لوہے کی سلاخ سے سوراخ کر دیا گیا اور ایک سال قید کی سزا دی گئی۔

انگلینڈ میں ۱۸۲۱ء اور ۱۸۳۴ء کے دوران ۷۳ مجرموں کو سزا دی گئی۔ یہ عیسائیت کی توہین اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔

نیویارک کا مشہور مقدمہ پیپل بنام رگلز (۱۸۱۱)

اس مقدمہ میں مجرم نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی نہایت توہین کی تھی ۔ ساتھ ہی یہ لعین مجرم حضرت مریمؑ کی توہین کا مرتکب ہوا ۔ عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ صرف عیسائیت کی توہین اور حضرت عیسٰی کی توہین امریکن قانون کے مطابق قابل گرفت ہے ۔ دیگر مذاہب کی توہین اس زمرے میں نہیں آتی ۔

بعدازاں ۱۸۳۸ء میں امریکہ میں کامن ویلتھ بنام فی لینڈ کے مقدمہ میں عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ مذہبی امور کو عدالتی اور حکومتی امور سے الگ رکھا جائے ۔ چنانچہ اس کے بعد یہ عدالتیں نرم رویہ اختیار کرنے لگیں ۔ ۱۸۸۳ء میں انگلینڈ کے لارڈ چیف جسٹس نے بھی یہی نظریہ دیا کہ پریس کی آزادی مقدم ہے اور توہین رسالت عیسٰیؑ کے مقدمات میں بھی یہی نظریہ کارفرما رہا ۔ اس نام نہاد پریس کی آزادی کے تصوّر نے توہین کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دی ۔ مذہب ایک پرائیویٹ معاملہ ٹھہرا ۔

۱۹۶۸ء کے بعد امریکہ میں ایسا ایک مقدمہ بھی دائر نہیں ہوا ۔ اب یہ نظریہ کارفرما ہے کہ عیسائیت کے تحفظ کے لیے یا خدا کی توہین کے لیے قانونی گرفت کی ضرورت نہیں ۔ معاذ اللہ خدا اب اپنی عزت کا خود محافظ ہے ۔

اسلام میں توہین رسالت کے قوانین

دی انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجین (جلد دوم) مطبوعہ لندن ۱۹۸۷ء کے صفحہ نمبر ۲۴۲ پر مذہب اسلام کی توہین اور توہین رسالت کا ذکر ہے ۔ فاضل مقالہ نگار رقمطراز ہے :

"قرآن حکیم کے الفاظ کلمۃ الکفر توہین رسالت اور مذہب اسلام کی تحقیر کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں ۔ فقہ میں اس موضوع پر قانون موجود ہے ۔"

سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۷۴ میں ارشاد ربانی ہے :

" قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی ہم نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے لفظ کفر کا کہا اور مسلمان ہو کر منکر ہو گئے اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی ۔

تفسیر عثمانی (مطبوعہ شاہ فہد قران حکیم پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ) کے صفحہ ۲۶۴ پر درج ہے

"منافقین پیچھے بیٹھ کر پیغمبر علیہ اسلام کی اور دین اسلام کی اہانت کرتے، جیسا کہ سورہ منافقون میں آئے گا، جب کوئی مسلمان حضورؐ تک ان کی باتیں پہنچا دیتا تو اُس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی۔ حق تعالیٰ نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بے شک انہوں نے وہ باتیں زبان سے نکالی ہیں۔ اور دعویٰ اسلام کے بعد مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کی نسبت وہ کلمات کہے ہیں جو صرف منکرین کی زبان سے نکل سکتے ہیں"۔

اسلام میں ارتداد کی سزا موت ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوئی محنت اُس کی اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے"۔

(سورۃ المائدہ: آیت ۵)

ان صورتوں کو توہین کہا جاتا ہے۔ فقہار نے یہ اصطلاحات استعمال کی ہیں :

(i) استخفاف

(ii) اہانت

(iii) حقارت

اللہ، اُس کے رسول اور فرشتوں وغیرہ کی تحقیر اس زمرے میں آتی ہے۔ اسلامی عقائد کی تحقیر بھی اس میں شامل ہے۔ ایک مجرم ان صورتوں میں ذمہ دار ہوگا:

۱ - عاقل ہو۔

۲ - کسی دباؤ کے تحت اہانت نہ کر رہا ہو۔

۳ - بالغ ہو۔

۴ - مسلم ہو یا غیر مسلم - دونوں صورتوں میں ذمہ دار ہے۔

(بحوالہ: انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ صفحہ ۲۴۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مسلم بھی اس قانون کی گرفت میں آتے ہیں۔ یہ نظریہ باطل ہے کہ صرف مسلمانوں پر ہی اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔

فقہ میں اگر کوئی اہانت کا مرتکب ہو تو اس کے قانونی اثرات حسب ذیل ہوتے ہیں :

۱ - اُس کا نکاح باطل ہو جاتا ہے۔

۲ - حق جائیداد سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔
امام مالکؒ کے نزدیک توہینِ رسالت کے مجرم کو فوراً قتل کر دالا جائے۔ توبہ کا موقع ہی نہ دیا جائے۔

اگر مجرم کم سن ہو

امام مالکؒ کے نزدیک اگر مجرم کم سن ہو تو اُسے موت کی سزا نہ دی جائے بلکہ تعزیر کے تحت قید کی سزا دی جائے۔ (بحوالہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ صفحہ ۲۴۴)

توہین رسالت کے موضوع پر تفصیل کے لیے حسب ذیل کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے:

منٹگمری واٹ : محمدؐ ایٹ مکہ۔ مطبوعہ لندن (۱۹۵۳ء)

خلیل : مختصر

APOSTASY IN ISLAM : (DIE WELT DES ISLAMS) 1976-77

BY RUDOLPH PETERS AND GERT. J. J. de VRIES (1976)

یورپ اور امریکہ میں توہین رسالت عیسٰی علیہ السلام اور عیسائیت کی تعلیمات کی توہین پر قتل کی سزا دی جاتی رہی۔ تا حال وہیں بھی اس جرم کی سزا موت مقرر تھی۔ اگر ان اقوام نے اپنے قوانین میں نرمی اختیار کر لی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کریں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی جرأت کریں یا تعلیماتِ اسلام کا مذاق اُڑائیں۔ فقہ اسلامی میں توہین رسالت مآبؐ کا قانون موجود ہے جس کے تحت مجرم کو موت کی سزا دی جاتی ہے۔ اس میں تخفیف ممکن نہیں۔ جرم ثابت ہونے پر مجرم کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ ان حالات میں عدالتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق سزا دیں۔ عوام قانون کو ہاتھ میں نہ لیں۔ ہاں اگر حب رسولؐ کے مطابق ایسا کر بھی گزریں تو خون ساقط ہو جاتا ہے۔ خون ساقط کرنے کا اختیار بھی عدالت ہی کو ہے۔ وہ حالات و واقعات کا جائزہ لے کر یہ معلوم کرے کہ فی الواقع اہانت رسالت ہوئی ہے۔ تو خون ساقط ہو جائے گا اگر نہیں تو اہل ذمہ کی حیثیت کے اعتبار سے قصاص یا دیت واجب ہو گی۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد ربّانی ہے:

"اے ایمان والو! تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سُنتے رہو اور کافروں کو دردناک عذاب ہے۔"

تفسیر عثمانی میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے ۔

"یہودی آکر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرتؐ کی باتیں سنتے ۔ بعض بات جو اچھی طرح نہ سنتے اُس کو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے راعنا ۔ یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو) ۔ یہ کلمہ اُن سے سُن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے ۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو ۔ اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو (اس کے معنی بھی یہی ہیں ۔" (صفحہ ۲۰)

حضور اکرمؐ کی شانِ اقدس میں معمولی سی گستاخی بھی کفر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں حضور اکرمؐ کی بارگاہِ انور کا ادب و احترام سکھایا ہے ۔

سورۃ الحجرات کی آیات ۲ - ۱ ملاحظہ ہوں :

اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور ڈرتے رہو اللہ سے ، اللہ سُنتا ہے اور جانتا ہے ۔ اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر اور اُن سے نہ بولو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو ۔ (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو ۔"

تفسیر عثمانی میں لکھا ہے :

"حضورؐ کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو ۔ حضورؐ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے ۔ آپؐ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ ... آپؐ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہیے ۔ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپؐ کو گراں بار گزرے تو حضورؐ کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے ۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے ۔ حضورؐ کی وفات کے بعد حضورؐ کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہیے اور جو قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے ۔ نیز آپؐ کے خلفاء ، علمائے ربّانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ سی ادب سے پیش آنا چاہیے تا اجتماعی نظام قائم رہے ۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے ۔" (صفحہ ۶۸۴)

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۳ میں مزید ارشاد ہے :

" جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے ۔ اُن کے لیے معافی ہے اور بڑا ثواب "

تفسیر عثمانی میں اس کی تفسیر یوں بیان کی گئی :

" جو لوگ نبیؐ کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے اور نبیؐ کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں ۔ یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کی تخم ریزی کے لیے پرکھ لیا ہے اور مانجھ کر خالص تقویٰ و طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں :

(i) قرآن

(ii) پیغمبر

(iii) کعبہ

(iv) نماز

اُن کی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالا مال ہو " (صفحہ ۶۸۵)

رسالت مآبؐ کی توہین

پیغمبر اعظم، سرچشمۂ ہدایت، خیر البشر اور تاجدار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے محبّت ایمان کی اولین نشانی ہے ۔ حضورؐ وہ ذات اقدس تھے جو مینارۂ روشنی بن کر اور رفعتوں کا مکین بن کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے ۔ ناموسِ رسالتؐ پر کٹ مرنا ہی ایمان کی اصل نشانی ہے ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبّت نہ ہو " (بخاری شریف مسلم شریف)

مولانا محمد منظور نعمانی معارفُ الحدیث (مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) مطبوعہ ۱۹۸۴ء جلد اوّل کے صفحہ نمبر ۱۲۴ پر رقمطراز ہیں :

"اللہ تعالیٰ سے اور اسلام سے صحیح محبّت بغیر رسول کی محبّت کے ناممکن ہے اور اسی طرح اللہ کی اور اسلام کی محبّت کے بغیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا ۔"

سورۃ توبہ میں ارشاد ربانی ہے :

"اے پیغمبر! آپ ان لوگوں سے صاف صاف کہہ دیں کہ اگر تمہارے ماں باپ تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور اور تمہارا وہ مال و دولت جس کو تم نے محبّت سے کمایا ہے اور تمہاری وہ چلتی ہوئی تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے رہنے کے وہ اچھے مکانات جو تم کو پسند ہیں، اللہ، اللہ کے رسول اور اللہ کے دین کی راہ کی جدوجہد سے زیادہ تم کو محبوب ہیں تو انتظار کرو تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور فیصلہ نافذ کرے اور یاد رکھو کہ اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا ۔"

(آیت نمبر ۲۴)

اُس وقت تک حضور اکرمؐ سے سچی محبّت نہیں ہوسکتی جب تک کہ جناب نبی اکرمؐ کی عزت و ناموس کا تحفظ نہ کیا جائے ۔ بقول مولانا ظفر علی خانؒ :

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا!

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحاؐ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

شاتم رسول کی سزا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نابینا آدمی نے اپنی ایک لونڈی کو جس سے اُس کی اولاد بھی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیتے ہوئے سُنا تو اس نے اُسے قتل کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس لونڈی کے خون کو ساقط کر دیا ۔ (بحوالہ سنن ترمذی۔ ابو داؤد)

امام شعبی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی اکرمؐ کو گالیاں دیا کرتی

تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا جس سے مر گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے خون کو ساقط کر دیا۔ (ابوعبید۔ کتاب الاموال صفحات ۲۶۰-۲۵۹ نیز ملاحظہ ہو ابوداؤد۔ کتاب الحدود صفحات ۱۲۸-۱۲۹)

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک ایسی عورت کو قتل کر دیا جس نے نبی اکرمؐ کو گالیاں دی تھیں۔

(ابوعبید۔ کتاب الاموال۔ صفحہ ۲۶۰)

امام ابنِ تیمیّہ کا نظریہ

امام ابن تیمیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں لکھتے ہیں (حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے) کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دے اُسے توبہ کرنے کے لیے نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے فوراً قتل کر دیا جائے گا جبکہ مرتد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک مرتد کو توبہ کرنے کے لیے تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک توبہ کے لیے ملزم کو کہنا مستحب ہے۔

شاتم رسول کعب بن اشرف اور حضورؐ کا حکم

اقضیۃ الرسول مؤلفہ محمد بن فرج معروف ابن الطلاع اندلسی (رسول اکرمؐ کے فیصلوں پر مشتمل جامع کتاب۔ ترجمہ و تحقیق از ڈاکٹر محمدؐ ضیاء الرحمان اعظمی مدینہ یونیورسٹی۔ ناشر ادارۂ معارف اسلامی منصورہ، لاہور ۱۹۸۷ء ایڈیشن) کے صفحات ۱۹۷-۱۹۶ پر لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگائے کیونکہ اُس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو اذیت پہنچائی ہے۔"

صحیح بخاری اور فتح الباری میں درج ہے کہ جب حضور اکرمؐ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تو اس پر حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ بڑھے اور انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! آپ چاہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ محمدؐ بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھیوں نے گستاخ رسول کعب بن اشرف کو جہنم رسید کر دیا۔

المفضل نے اپنی کتاب (معانی القرآن) میں لکھا ہے کہ محمدؐ بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھیوں نے

شاتم رسول کعب بن اشرف کا سر ایک ٹوکری میں رکھ کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا ۔
اسی طرح عمیرؓ بن امیہ نے اپنی ایک بہن کو قتل کر دیا جو مشرکہ تھی اور حضور اکرمؐ کو گالیاں دیا کرتی تھی ۔ عمیرؓ نے تلوار سے اُسے جہنم رسید کر دیا ۔ جب معاملہ حضور اکرمؐ تک پہنچا تو آپؐ نے اُس عورت کا خون ساقط کر دیا ۔

کِن صُورتوں میں قتل کیا جا سکتا ہے

ان صُورتوں میں ایک شخص کو قتل کیا جا سکتا ہے :

۱ ۔ جو حضور اکرمؐ کو گالی یا گالیاں دے ۔
۲ ۔ جو حضور اکرمؐ کو اذیت پہنچائے ۔ جیسے کئی واقعات تاریخ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں ۔
۳ ۔ جو حضور اکرمؐ میں عیب نکالے یا نقص نکالے ۔
۴ ۔ ابن وہب نے امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص تحقیر کے جذبے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بٹن کے بارے میں بھی کہے کہ وہ میلا تھا تو اُسے قتل کر دیا جائے ۔
۵ ۔ جو شخص حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ علانیہ یا خفیہ طور پر کرے اُسے مرتد کی طرح توبہ کا موقع دیا جائے گا ۔ اگر وہ باز آجائے تو ٹھیک ورنہ اُسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی وراثت مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی ۔ یہ رائے ابو داؤد ، اسماعیل القاضی ، ابوبکر عبدالعزیز اور قاضی ابویعلیٰ کی ہے ۔ حضرت علیؓ کے ہاں بھی مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی ۔ (بحوالہ اسلامی قوانین ۔ حدود، قصاص دیت ، تعزیرات مؤلفہ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان ، قانونی کتب خانہ ۔ لاہور صفحہ ۱۴۸)
۶ ۔ حضورؐ کا تمسخر کسی بھی لحاظ سے باعثِ گرفت ہے اور اس کی سزا قتل ہے ۔

شاہ ولی اللہؒ کا موقف : ذمی بھی قابل گرفت

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرماتے ہیں :
"عہد رسالت میں ایک یہودی عورت تھی جو رسولؐ خدا کو گالیاں دیتی تھی اور آپؐ پر حرف گیری کیا کرتی تھی ۔ ایک غیور مسلمان نے اس کا گلا گھونٹ کر اس کا فیصلہ کر دیا ۔ آنحضرت

نے اس سے اُس کی بابت کچھ باز پُرس نہ فرمائی اور اُس یہودن کے خون کو باطل قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ذمی مسلمانوں کے دینِ حق پر نکتہ چینی کرے اور اُس کا تمسخر اُڑائے وہ محفوظ الدّم نہیں رہتا۔ رسولِ خداؐ کا سب و شتم (گالیاں دینا) اور کُھلے طور پر آپؐ کو اذیت پہنچانا اسی قبیل سے ہے۔ آں حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ"

"میں ہر ایک ایسے مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکوں کے اندر رہتا ہے۔ مسلمان کو مشرک سے اتنا دُور رہنا چاہیے کہ اُن کو ایک دوسرے کی آگ تک نظر نہ آئے۔"

(حجۃ اللہ البالغہ۔ حصّہ دوم۔ اُردو ترجمہ مولانا عبدالرحیم۔ قومی کتب خانہ، لاہور ۱۹۶۲ء ایڈیشن صفحات ۱۶۱-۱۶۲)

دیگر انبیاء کی عزّت و ناموس کی حفاظت

سورۃ بقرہ کی آیت مبارکہ نمبر ۱۳۰ ملاحظہ ہو:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۔

("ہم فرق نہیں کرتے اُن سب میں سے ایک میں بھی")

(ترجمہ حضرت مولانا محمود الحسنؒ، تفسیر عثمانی، مطبوعہ قرآن حکیم، پرنٹنگ کمپلکس۔ مدینہ منورہ صفحہ ۲۶)

سورۃ بقرہ کی آیت مبارکہ نمبر ۲۸۵ میں ارشادِ ربانی ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۔

("کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اُس کے پیغمبروں میں سے") (ترجمہ تفسیر عثمانی، صفحہ ۶۲)

ان دو آیاتِ مبارکہ کی رُو سے سب انبیاء کرام محترم اور مکرم ہیں۔ سب کی عزت و ناموس کی حفاظت لازم ہے۔ اگر کوئی شخص سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے یا گالیاں دیتا ہے یا عیب جوئی کرتا ہے تو اُس کی سزا قتل ہے۔ اگر کوئی شخص یہ رذیل حرکت اور انبیاء کرامؑ کے بارے میں کرے تو اس کی سزا بھی قتل ہے کیونکہ پیغمبروں میں سے سب قابلِ احترام ہیں۔ ان میں فرق نہیں۔ (بحوالہ سورہ البقرہ، آیت ۱۳۰)

شاتم رسول کی سزا میں کمی ممکن نہیں

شاتم رسول کعب بن اشرف کو حضور اکرمؐ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ فیصلہ حضورؐ سے

ثابت ہے۔ لہٰذا نہ تو ایسے معاملات میں اجتہاد ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی مسلم ملک کی قضیۃ قتل کی اس سزا میں کمی کر سکتی ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اقضیۃ الرسول مؤلفہ ابن الطلاع اندلسی)۔ جو سزا حضورؐ نے مقرر فرما دی اس میں کمی کرنا ممکن نہیں۔

توہینِ رسالت مآبؐ اور سنّتِ الٰہی

سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۹۵ میں ارشاد ہے:

" اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ "

"تجھ سے جو لوگ مسخراپن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں"۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (معارف القرآن) میں ارشاد فرماتے ہیں (بحوالہ صفحہ ۳۰۲ جلد پنجم) کہ حضور اکرمؐ سے مندرجہ ذیل پانچ اشخاص مذاق کرتے تھے، یہ اشخاص معجزانہ طور پر ایک ہی وقت میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے اشارے سے ہلاک کر دیے گئے:

۱ - عاص بن وائل۔

۲ - اسود بن المطلب

۳ - اسود بن عبدلیغوث

۴ - ولید بن مغیرہ

۵ - حارث بن طلاطلہ

پس ثابت ہوا کہ توہین رسالت مآبؐ کرنے والوں پر دنیا اور آخرت میں عذاب سُنتِ الٰہی ہے۔ آیت مذکورہ بالا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:

" دنیا و آخرت میں ہم ٹھٹھا کرنے والوں سے نبٹ لیں گے۔ آپؐ بے خوف و خطر تبلیغ کرتے رہیئے آپؐ کا بال بیکا نہ ہو گا"۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۳۵۴)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راستے سے ایک دن جا رہے تھے تو بعض مشرکوں نے آپؐ کو چھیڑا۔ اسی وقت حضرت جبرئیلؑ آئے اور انہیں چوکا مارا جس سے ان کے جسموں

میں ایسا ہوگیا جیسے نیزے کے زخم ہوں اسی سے وہ مر گئے اور یہ لوگ مشرکین کے بڑے بڑے روسائے تھے۔ بڑی عمر کے تھے اور نہایت شریف گنے جاتے تھے۔ بنو اسد کے قبیلے میں سے تو اسود بن عبد المطلب ابو زمعہ حضورؐ کو بڑی ایذائیں دیتا تھا اور مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ رسول اللہؐ نے تنگ آکر اس کے لیے بد دعا کی تھی کہ خدایا! اُسے اندھا کر دے بے اولاد کر دے۔ بنی زہرہ میں سے اسود تھا اور بنی مخزوم میں سے ولید تھا۔ اور بنی سہم میں سے عاص بن وائل تھا۔ اور خزاعہ میں سے حارث تھا۔ یہ لوگ حضورؐ کو طرح طرح سے تنگ کرتے اور لوگوں کو آپ کے خلاف اُبھارتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے تو حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے۔ حضرت جبرئیلؑ آپؐ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں اسود بن یغوث آپؐ کے پاس سے گزرا تو حضرت جبرئیلؑ نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اسے پیٹ کی بیماری ہوگئی اور وہ اسی کی وجہ سے جہنم رسید ہوا۔ اتنے میں ولید بن مغیرہ گزرا۔ اس کی ایڑی ایک شخص کے تیر کے پھل سے چھل گئی تھی اور دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ حضرت جبرئیلؑ نے اسی طرف اشارہ کیا تو وہ پھول گئی اور پک گئی۔ اسی کی وجہ سے وہ بھی مر گیا۔ پھر حضرت جبرئیل نے عاص بن وائل کے تلوے کی طرف اشارہ کیا جو گزر رہا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ طائف جانے کے لیے گدھے پر سوار ہوا اور راستے میں گر پڑا اور اس کے تلوے میں کیل گھس گئی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔

حضرت جبرئیلؑ نے حارث کے سر کی طرف اشارہ کیا تو اسے خون آنے لگا اور اسی کی وجہ سے وہ مر گیا۔ ان سب موذیوں کا سردار ولید بن مغیرہ تھا جس نے انہیں جمع کیا تھا۔

وہ سب جہنم رسید ہوئے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر۔ جلد ۳ ص ۱۲۵)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے مقالہ (گستاخِ رسول واجب القتل ہے، مطبوعہ ہفت روزہ ندائے ملت۔ ۳ مارچ ۱۹۹۵ء) میں رقمطراز ہیں:

"جو شخص نبی اکرمؐ کا گستاخ ہے حتیٰ کہ اگر وہ حضورؐ کی شان میں ادنیٰ اشارے، کنائے سے بھی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ کافر، مرتد، واجب القتل اور جہنمی ہے۔ حضورؐ کے نعلین مبارکہ کو لگنے والی خاک مبارک اور آپؐ کے مدینہ منورہ کی مطہر مٹی کی بے ادبی کرنے والے کا بھی ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اُسے بطور حد قتل کر دیا جائے بلکہ اُمت مسلمہ کی بقا ایسے بدبخت شخص کے قتل کر دینے میں ہے۔" (ص ۳)

مختلف مفسرین مثلاً علامہ آلوسی، امام رازیؒ، امام قرطبیؒ، امام جصّاصؒ، اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گستاخانِ رسولؐ کی سزا قتل بیان فرمائی ہے۔ کنز العمال میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:

"رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، جو شخص انبیاء کو گالی دے اُسے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہؓ کو گالی دے اُسے کوڑے لگائے جائیں"۔ (کنز العمال۔ ج اول ص ۵۳۱)

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن خطل جو مُرتد ہو کر آنحضرتؐ کی شان میں ہجو کرتا تھا اُسے اس حال میں قتل کیا گیا کہ وہ غلاف کعبہ سے چمٹا ہوا تھا۔ (بحوالہ صحیح بخاری۔ ج دوم ص ۶۱۴)

توہین رسالتؐ کے جرم کی سزا قتل ہے۔ یہ اجماع سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے الصارم المسلول میں، محمدؐ بن علی بن محمدؐ شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں، شیخ وہبۃ الزحیلی نے الفقہ الاسلامی میں، علامہ ابن علاؤ الدین انصاریؒ نے فتاویٰ تاتارخانیہ میں اور علامہ شامیؒ نے رسائل ابن عابدین میں واضح طور پر تحریر کیا ہے کہ اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ انبیاءؑ کو گالیاں دینے والے کے لیے قتل کی سزا مقرر ہے۔

مغلیہ دور کے بعد ۱۸۶۰ء میں انگریز حکومت نے توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کر دیا تھا حالانکہ جس وقت یہ اسلامی قانون منسوخ کیا گیا اُس وقت برطانیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کا قانون رائج تھا۔ تورات میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے قبل کے پیغمبروں کی توہین کی سزا سنگسار ہے۔ انجیل میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین کی سزا، سزائے موت ہے۔

انگریز کا خود ساختہ قانون شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں تھا چنانچہ ۱۹۸۴ء میں تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ ۲۹۵ سی کا اضافہ کیا گیا۔ وہ دفعہ ملاحظہ ہو:

"جو شخص الفاظ کے ذریعے خواہ زبان سے ادا کیے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں یا دکھلائی جانے والی تمثیل کے ذریعے یا بلاواسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعہ نبی کریمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے اس کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا"۔

اس دفعہ میں "یا عمر قید" کے الفاظ شریعت اسلامیہ سے متصادم تھے لہٰذا وفاقی شرعی عدالت نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں صدر پاکستان سے گذارش کی ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک اس سقم کو دور کیا جائے وگرنہ مقررہ

تاریخ کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم تصوّر کئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲ جون ۱۹۹۲ء کو قومی اسمبلی نے اور ۸ جولائی ۱۹۹۲ء کو سینٹ نے توہینِ رسالت کے مجرم کے لیے سزائے موت کا ترمیمی بل منظور کر لیا۔

انسانی حقوق کے بین الاقوامی ادارے اس ترمیم سے ناخوش ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت سے یہ سزا ثابت ہے۔ اس میں کمی کیونکر ہو سکتی ہے؟

تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس مسلمانوں کے درمیان مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مرکزیت پر حملہ کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا ہے۔

فہرستِ کتب

۱۔ امام ابن تیمیہؒ : الصارم المسلول علی شاتم الرسول۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری : گستاخ رسول واجب القتل ہے۔ (مقالہ)
مطبوعہ ہفت روزہ ندائے ملت، لاہور، ۳ مارچ ۱۹۹۵ء۔

۳۔ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان : اسلامی قوانین، حدود، قصاص، دیت، تعزیرات، قانونی کتب خانہ، لاہور۔

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع : معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی ۱۹۸۷ء

۵۔ شاہ ولی اللہؒ : حجۃ اللہ البالغہ، اردو ترجمہ از مولانا عبد الرحیم، قومی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۶۲ء

۶۔ علامہ شبیر احمد عثمانی : تفسیر عثمانی، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلکس، مدینہ منورہ۔

۷۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ : تفسیر ابن کثیر، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور۔

۸ ۔ محمد بن مرزج معروف ابن الطلاع : اقضیۃ الرسولؐ، ترجمہ تحقیق
از ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمان اعظمی، مدینہ یونیورسٹی، منصورہ، لاہور، ۱۹۸۶ء

۹ ۔ منٹگمری واٹ : محمد ایٹ مکہ، مطبوعہ لندن، ۱۹۵۳ء

۱۰ ۔ مولانا محمد منظور نعمانی : معارف الحدیث، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، ۸۳

ENCYCLOPEDIA OF RELIGION, LONDON, 1987 (11)

(RUDLOPH PETERS ANI
GERT. J.J. de VRIES, APOSTASY IN ISLAM, 1976 (12)